از عدالت الاعظمیٰ

جستمانی گلا برائی ڈھولکیا ودیگر

بمقابلہ

سندھیا سٹیم نیویگیشن کمپنی، بمبئ ودیگران

(پی۔بی۔گجندراگڈکار اور کے۔این۔وانچو، جسٹسز)

صنعتی تنازعہ۔ملازم کو موجودہ ایئر کمپنی کو قرض دیا گیا، اگر اور جب اس کا ملازم۔ ایئر کارپوریشنز ایکٹ، 1953(XXVII آف 1953)، دفعہ (1)20۔

دفعہ (1)20 کا ایئر کارپوریشنز ایکٹ 1953 (XXVII آف 1953)، جو شرط کے ساتھ پڑھا گیا ہے، ایک بالکل معقول اور ملازمین کے مفاد میں ہے اور یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اس کا اطلاق صرف براہ راست پر ہو سکتا ہے۔موجودہ فضائی کمپنیوں کی بھرتی اور ان کے تحت کام کرنے والے قرضے یافتہ ملازمین کو بالکل نہیں۔"

اس کی درخواستوں کی دو شرائط یہ ہیں (i) کہ افسر یا ملازم موجودہ ائیر کمپنی میں 1 جولائی 1952 کو ملازم تھا، اور (ii) یہ کہ وہ 1 اگست 1953 مقررہ دن کو اپنی ملازمت میں تھا۔

فوری صورت میں جہاں اپیل کنندگان جو سندھیا سٹیم نیویگیشن کمپنی لمیٹڈ کے ذریعے بھرتی کیے گئے تھے، اور اس کے ذریعے ایئر سروسز آف انڈیا لمیٹڈ کی خریداری پر، مؤخر الذکر کو قرض دیا گیا تھا، اور وہ اس کی ہدایت اور کنٹرول کے تحت کام کر رہے تھے۔اور مذکورہ تاریخوں کے درمیان اور اس کے ذریعہ ادائیگی کی جا رہی ہے،

کہا جاتا ہے کہ قانون میں وہ مقررہ دن سے ائیر سروسز آف انڈیا کے ملازم تھے، باوجود اس کے کہ ان کی ملازمت کی کچھ خاص خصوصیات موجود ہیں، اور جیسا کہ ایکٹ کے دفعہ (1)20 کے تحت ہے اور چونکہ انہوں نے مشق نہیں کی تھی۔شرط کے تحت انہیں جو اختیار دیا گیا ہے، وہ ایکٹ کے تحت قائم کارپوریشن کے ملازم بن گئے اور اصل آجروں کے خلاف ان کے کوئی حقوق ختم ہو گئے۔

نوکس بمقابلہ ڈونکاسٹر امل گمیٹیڈ کولیریز لمیٹڈ، (1940) اے۔سی 1014، سمجھا جاتا ہے۔

دیوانی اپیل کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 395 آف 1959۔

25 نومبر 1957 کو انڈسٹریل ٹریبونل، بمبئی کے ریفرنس (.I.T) نمبر 24 آف 1956 سے خصوصی رخصت کے ذریعے اپیل۔

این۔جی۔چٹرجی، ڈی۔ایچ۔بگ اور کے۔ایل۔ہاتھی، اپیل کنندگان کیلئے۔

ایم۔سی۔سیتل واد، اٹارنی جنرل برائے انڈیا، جے۔بی۔دادا کنجی اور ایس۔این۔انڈلی، جواب دہندہ 1 اور 2 کیلئے۔

ایم۔سی۔سیتل واد، اٹارنی جنرل برائے انڈیا، دیوان چمن لال پاندہی اور آئی۔این۔شراف، جواب دہندہ نمبر 3 کیلئے۔

30 نومبر 1960۔عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس وانچو ــــ یہ صنعتی معاملے میں خصوصی اجازت کی اپیل ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپیل کنندگان اصل میں سندھیا سٹیم نیویگیشن کمپنی لمیٹڈ کی خدمت میں تھے (اس کے بعد اسے سندھیا کہا جاتا ہے)۔ان کی خدمات کو قرض کے ذریعے ایئر سروسز آف انڈیا لمیٹڈ (اس کے بعد ASI کہا جاتا ہے) کو منتقل کیا گیا تھا۔اے ایس آئی کی تشکیل 1937 میں ہوئی تھی اور اسے سندھیوں نے 1943 میں خریدا تھا اور 1946 تک یہ سندھیوں کا مکمل ذیلی ادارہ تھا۔اس لیے 1946 سے تقریباً 1951 تک سندھیوں کے ملازمین کی ایک بڑی تعداد کو غیر معینہ مدت کے لیے اے ایس آئی میں تبدیل کر دیا گیا۔سندھیوں کے کئی ذیلی ادارے تھے اور سندھیوں کے لیے معمول تھا کہ وہ اپنے ملازمین کو اپنی ماتحت کمپنیوں میں منتقل کرتے اور جب بھی انہیں ایسا کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی انہیں واپس لے جاتے۔اپیل کنندگان جن کو اس طرح اے ایس آئی میں منتقل کیا گیا تھا ان کو وہی تنخواہ کا سکیل حاصل کرنا تھا جو سندھیا کے ملازمین کو حاصل تھا اور سروس کی وہی شرائط وضوابط (بشمول بونس جب بھی سندھیا اسے ادا کرتے تھے) کو لاگو کرنا تھا۔سندھیوں کے پاس ان قرضے ہوئے ملازمین کو واپس بلانے کا حق برقرار تھا اور یہ اپیل کنندگان کا معاملہ ہے کہ اگر وہ چاہیں تو سندھیوں کے پاس واپس جانے کے حقدار تھے۔اس طرح اے ایس آئی کے قرضے لیے گئے ان ملازمین کی سروس کی شرائط اے ایس آئی کے ان ملازمین سے مختلف تھیں جنہیں خود اے ایس آئی نے بھرتی کیا تھا۔

یہ حالت 1952 تک جاری رہی جب حکومت ہند نے جون 1953 یا اس کے آس پاس سے ہندوستان میں کام کرنے والی موجودہ فضائی لائنوں کو قومیانے پر غور کیا۔جب اس مقصد کے لیے قانون سازی کا عمل جاری تھا تو اپیل کنندگان نے اے ایس آئی میں اپنی حیثیت کے بارے میں پریشان محسوس کیا جسے انڈین

ایئر لائنز کارپوریشن (اس کے بعد کارپوریشن کہا جاتا ہے) کے قبضے میں جانے والا تھا، جس کا قیام ایئر کارپوریشنز ایکٹ نمبر XXVII آف 1953 کے بعد متوقع تھا (اس کے بعد ایکٹ کہلایا) نافذ ہوا۔ لہٰذا انہوں نے 6 اپریل 1953 کو سندھیوں کو ایک خط لکھا، جس میں درخواست کی گئی کہ جیسا کہ حکومت ہند جون، 1953، یا اس کے بعد ہندوستان میں تمام ایئر لائنز کو قومیانے کا ارادہ رکھتی ہے، اس لیے وہ سندھیوں کے ذریعے واپس لے جانا چاہتے ہیں۔

24 اپریل کو، سندھیوں نے اس خط کا جواب بھیجا جس میں انہوں نے نشاندہی کی کہ اے ایس آئی میں کام کرنے والے تمام افراد ایئر کارپوریشن بل 1953 کی شق 20 کے تحت چلیں گے، جب یہ بل قانون میں نافذ ہوا تھا۔ اس بات کی بھی نشاندہی کی گئی کہ یہ شق ان تمام لوگوں پر لاگو ہوگی جو اصل میں ASI کے ساتھ مقررہ دن پر کام کر رہے ہیں، قطع نظر اس کے کہ وہ ASI کے ذریعے براہ راست بھرتی ہوئے ہوں یا سندھیوں یا دیگر متعلقہ خدشات سے ASI کو منتقل کیے گئے ہوں۔ اس میں مزید نشاندہی کی گئی کہ اگر قرض یافتہ ملازمین یا دیگر، جو ASI کے تحت ملازم ہیں، مجوزہ کارپوریشن میں شامل ہونا نہیں چاہتے ہیں تو ان کے پاس بل کی شق 20(1) کی شق کے تحت ایسا نہ کرنے کا اختیار ہوگا۔ لیکن اگر اے ایس آئی کے کسی بھی ملازم نے خواہ قرض لیا ہو یا دوسری صورت میں مجوزہ کارپوریشن میں شامل نہ ہونے کا آپشن دیا ہو، تو سندھیا ان کے ساتھ یہ سلوک کریں گے کہ وہ ملازمت سے استعفیٰ دے چکے ہیں، کیونکہ سندھیا انہیں جذب نہیں کر سکتے تھے۔ اس صورت میں ایسے ملازمین صرف ریٹائرمنٹ کے معمول کے فوائد کے حقدار ہوں گے اور ریٹائرمنٹ کے معاوضے کے حقدار نہیں ہوں گے۔ آخر میں، یہ امید کی گئی کہ اے ایس آئی کی ملازمت میں شامل تمام افراد، خواہ قرض لیا گیا ہو یا دوسری صورت میں، نئے سیٹ اپ میں ملازمت کے تسلسل کی ضمانت دی گئی ہو، یہ دیکھیں گے کہ سندھیوں پر اضافی عملے کا بوجھ نہیں پڑے گا، جس کے نتیجے میں ان کی چھانٹی کی ضرورت ہے۔ سندھیوں کی طرف سے ایک جیسے یا زیادہ جونیئر اہلکار۔

29 اپریل 1953 کو یونین کی طرف سے اپیل کنندگان کی جانب سے سندھیوں کو جواب بھیجا گیا۔ اس بات کی نشاندہی کی گئی تھی کہ قرضے حاصل کرنے والے عملے کو مجوزہ کارپوریشن کے پاس جانے کے لیے مجبور نہیں کیا جانا چاہیے اور ان کے سندھیوں میں دوبارہ جذب ہونے کے دعوے پر غور کیے بغیر۔ یہ تجویز کیا گیا تھا کہ اس معاملے کو حکومت ہند کے ساتھ اٹھایا جا سکتا ہے اور اے ایس آئی کے ذریعے براہ راست بھرتی کیے گئے افراد جو دیگر ماتحت کمپنیوں کے ساتھ تھے، اپیل کنندگان کی جگہ مجوزہ کارپوریشن لے سکتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ تجویز حکومت ہند کے ساتھ اٹھائی گئی تھی لیکن اس سے کچھ نہیں نکلا، خاص طور پر اس وجہ سے کہ اے ایس آئی کے ذریعے براہ راست بھرتی کیے گئے افراد جو دوسری ذیلی کمپنیوں میں ملازم تھے، واپس اے ایس آئی کے پاس نہیں

جانا چاہتے تھے۔

اس دوران، سندھیوں نے 6 مئی 1953 کو ASI کے ماتحت تمام ملازمین بشمول قرض دہندہ ملازمین کو ایک سرکلر جاری کیا، جس میں انہوں نے نشاندہی کی کہ ASI کے ساتھ کام کرنے والے تمام افراد شق 20(1) کے تحت ہوں گے جب بل قانون بن گیا اور مجوزہ کارپوریشن میں جذب ہو جائے گا، جب تک کہ وہ شق 20(1) کے پروویزو سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ اس بات کی بھی نشاندہی کی گئی کہ ایسے ملازمین جنہوں نے شق 20(1) کا فائدہ اٹھایا ہے ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے گا جس نے سروس سے استعفیٰ دیا ہے اور وہ رضا کارانہ ریٹائرمنٹ کی طرح معمول کے ریٹائرمنٹ کے فوائد کے حقدار ہوں گے، اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ یہ بھی کہا گیا کہ جب تک مجوزہ کارپوریشن کی طرف سے مناسب طور پر تبدیل یا ترمیم نہیں کی جاتی تب تک ان کی سروس کی شرائط یکساں رہیں گی۔ سرکلر پھر پروویڈنٹ فنڈ سے متعلق کچھ معاملات سے نمٹتا ہے جس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ یہ ایکٹ 28 مئی 1953 کو منظور کیا گیا تھا۔ ایکٹ کا دفعہ 20(1)، جس سے ہمارا تعلق ہے، ان شرائط میں ہے:-

"(1) موجودہ ہوائی کمپنی کا ہر افسر یا دوسرا ملازم (سوائے ایک ڈائریکٹر، منیجنگ ایجنٹ، منیجر یا کسی دوسرے شخص کے جو ایک خصوصی معاہدے کے تحت کمپنی کے کاروبار اور معاملات کے پورے یا کافی حصے کا انتظام کرنے کا حقدار ہے) اس کمپنی کی طرف سے جولائی 1952 کے پہلے دن سے پہلے، اور اب بھی اپنی ملازمت میں مقررہ دن سے فوراً پہلے، جہاں تک ایسے افسر یا دوسرے ملازم کو اس انڈرٹیکنگ کے سلسلے میں ملازم کیا جاتا ہے جس نے کارپوریشنوں میں سے کسی میں بھی شامل کیا ہو۔ اس ایکٹ کی فضیلت، مقررہ تاریخ سے ایک افسر یا دیگر ملازم، جیسا کہ معاملہ ہو، کارپوریشن کا بن جائے گا جس میں انڈرٹیکنگ کی گئی ہے اور اسی مدت تک، اسی معاوضے پر اپنا عہدہ یا خدمت سنبھالے گا۔ انہی شرائط وضوابط پر اور پنشن اور گریجویٹی اور دیگر معاملات کے بارے میں انہی حقوق اور مراعات کے ساتھ جیسا کہ وہ موجودہ ایئر کمپنی کے تحت ہوتا اگر اس کا انڈرٹیکنگ کارپوریشن میں شامل نہ ہوتا اور ایسا کرتا رہے گا جب تک کہ اور جب تک کارپوریشن میں اس کی ملازمت ختم نہیں ہو جاتی یا جب تک اس کے معاوضے، شرائط یا شرائط کارپوریشن کی طرف سے مناسب طور پر تبدیل نہیں کی جاتی ہیں:

بشرطیکہ اس دفعہ میں شامل کسی بھی چیز کا اطلاق کسی ایسے افسر یا دوسرے ملازم پر نہیں ہوگا جس نے متعلقہ کارپوریشن کو تحریری طور پر نوٹس دے کر ایسی تاریخ سے پہلے جو مرکزی حکومت کے ذریعہ سرکاری گزٹ میں نوٹیفکیشن کے ذریعہ مقرر کی گئی ہو، اس کے نہ بننے کے ارادے سے مطلع کیا ہو۔ کارپوریشن کا کوئی افسر یا دوسرا ملازم۔

ایکٹ کے منظور ہونے کے بعد، 17 جون 1953 کو ان تمام فضائی کمپنیوں کے ہر ملازم کو نوٹس بھیجا گیا جو مجوزہ کارپوریشن کے قبضے میں تھے اور ان سے کہا گیا کہ وہ 10 جولائی 1953 تک اسپیشل ڈیوٹی پر مامور افسر کو مطلع کریں، اگر اس نے دفعہ 20(1) پر پروویزو کے ذریعے غور کیا گیا نوٹس دینا چاہا۔ ایک فارم بھیجا گیا تھا جس میں نوٹس دیا جانا تھا اور حکم دیا گیا تھا کہ اسے 10 جولائی تک رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعے کارپوریشن کے چیئرمین تک پہنچ جائے۔ اپیل کنندگان نے اعتراف کے طور پر یہ نوٹس نہیں دیا جیسا کہ دفعہ 20(1) شق کی ضرورت تھی۔

اسی دوران 8 جون 1953 کو اپیل کنندگان کی جانب سے ایک مطالبہ کیا گیا جس میں سندھیوں سے کہا گیا کہ وہ انہیں یہ یقین دہانی کرائیں کہ مجوزہ کارپوریشن کی طرف سے قرضے لیے گئے کسی بھی عملے کی چھانٹی کی صورت میں پہلے پانچ سالوں کے اندر کسی بھی غلطی پر، مذکورہ عملے کو سندھیا واپس لے جائیں گے۔ کچھ اور مطالبات بھی کیے گئے۔ سندھیوں نے 3 جولائی کو اس خط کا جواب دیا اور نشاندہی کی کہ وہ مجوزہ کارپوریشن کے ذریعہ اگلے پانچ سالوں کے اندر چھانٹی کرنے کی صورت میں قرضے والے عملے کو واپس لینے کی یقین دہانی پر راضی نہیں ہوسکتے ہیں۔ ہمیں دیگر مطالبات اور ان کے جوابات سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ 8 جولائی کو اپیل کنندگان کی جانب سے سندھیوں کو ایک خط لکھا گیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ اپیل کنندگان 6 مئی 1953 کے سرکلر میں موجود تنازعہ کو قبول نہیں کرسکتے۔ حالانکہ اپیل کنندگان سندھیوں کے ساتھ اس خط و کتابت کو جاری رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے 10 جولائی 1953 تک ایکٹ کے دفعہ 20(1) کے تحت جو اختیار انہیں دیا گیا تھا اس کا استعمال نہیں کیا۔ پہلی اگست 1953 کو ایکٹ کے دفعہ 16 کے تحت مقررہ دن کی اطلاع دی گئی اور اس سے ایکٹ کے تحت قائم کارپوریشن میں موجود "موجودہ ہوائی کمپنیوں" کے اقدامات کی تاریخ (سوائے ایئر انڈیا انٹرنیشنل کے)۔ چنانچہ 1 اگست 1953 کو اے ایس آئی کارپوریشن میں شامل ہوا اور ایکٹ کا سیکشن 20(1) نافذ ہوا۔ لہٰذا چونکہ اپیل کنندگان میں سے کسی نے بھی پروویزو کے تحت انہیں دیے گئے اختیار کا استعمال نہیں کیا تھا، اس لیے وہ بھی مذکورہ شق کے تحت چلائے جائیں گے، جب تک کہ ان کی جانب سے یہ دعویٰ نہ کیا جائے کہ وہ کسی بھی صورت میں دفعہ 20(1) کے تحت نہیں چل سکتے، قبول کرلیا۔

ٹریبونل اس نتیجے پر پہنچا کہ، اپیل کنندگان کی حیثیت کچھ بھی ہو سندھیوں سے اے ایس آئی کو قرضے کے عملے کے طور پر؛ جیسا کہ انہیں 6 مئی 1953 کو سندھیوں کی طرف سے صحیح پوزیشن کے بارے میں مطلع کیا گیا تھا اور انہوں نے اس کے فوراً بعد سندھیوں کے ساتھ صنعتی تنازعہ کا حوالہ طلب نہیں کیا تھا اور کیوں کہ انہوں نے اس اختیار کو استعمال نہیں کیا تھا جو انہیں سیکشن کے ضابطے کے ذریعے دیا گیا تھا۔ 20(1)، 10 جولائی 1953 سے پہلے، وہ ایکٹ کے سیکشن 20(1) کے تحت چلائے جائیں گے۔ اس کے نتیجے میں، وہ 1 اگست

1953 سے کارپوریشن کے ملازم بن گئے اوراس کے بعد انہیں یہ دعویٰ کرنے کا کوئی حق نہیں ہوگا کہ وہ اب بھی سندھیوں کے ملازم ہیں اوران کے پاس واپس جانے کا حق رکھتے ہیں۔اس سب کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ان مراعات میں سے کسی کے حقدار نہیں ٹھہرے جن کا انہوں نے حوالہ کی ترتیب کے مطابق متبادل میں دعویٰ کیا تھا۔یہ ٹربیونل کا یہ حکم ہے کہ اس ریفرنس کو مسترد کیا جائے جو موجودہ اپیل میں ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے۔

اپیل کنندگان کی جانب سے مسٹر چٹر جی کا بنیادی اعتراض یہ ہے کہ وہ ایکٹ کے دفعہ 20(1) کے تحت نہیں ہیں اور کسی بھی صورت میں اپیل کنندگان اور سندھیا کے درمیان سروس کا معاہدہ قانون کے ذریعہ بھی قابل تفویض اور قابل منتقلی نہیں تھا۔آخر کار یہ کہ اگر دفعہ 20(1) کا اطلاق ہوتا ہے،تو سندھیا اپیل کنندگان کو واپس لینے کے پابند تھے۔

ہماری رائے ہے کہ ان میں سے کسی بھی جھگڑے میں کوئی طاقت نہیں ہے۔دفعہ 20(1) یہ بتا تا ہے کہ "موجودہ فضائی کمپنیوں" کا ہر افسر یا ملازم جو ان کے ذریعہ جولائی 1952 کے پہلے دن سے پہلے ملازم تھا، اوراب بھی اپنی ملازمت میں مقررہ دن سے فوراً پہلے مقررہ دن سے بن جائے گا۔افسر یا ملازم،جیسا کہ معاملہ ہو،کارپوریشن کا جس میں انڈر ٹیکنگز کا اختیار رہے۔اس پروویژن کا مقصد "موجودہ ہوائی کمپنیوں" کے ملازمین کی خدمت کے تسلسل کو یقینی بنانا تھا جو کارپوریشن کے زیر قبضہ تھے اوراس طرح متعلقہ افسروں کے بیکار ملازمین کے فائدے کے لیے تھا۔دفعہ 20(1) میں مزید بتایا گیا ہے کہ سروس کی شرائط وغیرہ،اسی وقت تک یکساں رہیں گی جب تک کہ کارپوریشن کی طرف سے ان میں تبدیلی نہیں کی جاتی۔کسی کو سوچنا چاہیے تھا کہ ہوائی کمپنیوں کے ملازمین اس شرط کا خیر مقدم کریں گے کیونکہ اس نے انہیں انہی شرائط پر سروس کے تسلسل کو یقینی بنایا جب تک کہ ان میں درست تبدیلی نہ کی جائے۔مزید یہ کہ "موجودہ فضائی کمپنیوں" کے ملازمین یا افسران پر کوئی جبر نہیں تھا کہ وہ کارپوریشن کی خدمت کریں اگر وہ ایسا نہیں کرنا چاہتے ہیں۔اس شرط میں یہ کہا گیا کہ کوئی بھی افسر یا دیگر ملازم جو کارپوریشن کی خدمت میں نہیں جانا چاہتا وہ مقررہ تاریخ سے پہلے کارپوریشن کو تحریری نوٹس دے کر ملازمت سے فارغ ہوسکتا ہے، جو اس معاملے میں 10 جولائی 1953 کو تھا۔، یہاں تک کہ اگر مسٹر چٹر جی کی یہ دلیل کہ اپیل کنندگان اوران کے آجروں کے درمیان سروس کا معاہدہ اس سیکشن کے ذریعہ منتقل یا تفویض کیا گیا تھا اور یہ کہ ایسا نہیں کیا جاسکتا ہے،تو درست ہو، یہ اپنی تمام طاقت کھو دیتا ہے، کیوں کہ اس نے اسے بنایا تھا۔ واضح کریں کہ جو کوئی بھی کارپوریشن میں شامل نہیں ہونا چاہتا تھا، وہ ایک مخصوص تاریخ تک نوٹس دینے کے بعد ایسا نہ کرنے کے لیے آزاد تھا۔مسٹر چٹر جی نے اس سلسلے میں نوکس بمقابلہ ڈونکاسٹر املگیمیٹڈ کولیریز لمیٹڈ (1940) اے سی 1014 پر انحصار کیا، جہاں اس کا صفحہ 1018 پر مشاہدہ کیا گیا تھا۔

"یقیناً، یہ ناقابل تردید ہے کہ اس کے برعکس قانونی فراہمی کے علاوہ X اور Y کو ذاتی خدمات فراہم

کرنے کے لیے A کے ذریعے کیے گئے معاہدے کا فائدہ A کی رضامندی کے بغیر X سے Y کو منتقل نہیں کیا جا سکتا، جو کہ ایک ہی چیز ہے۔ یہ کہتے ہوئے کہ، مطلوبہ نتیجہ پیدا کرنے کے لیے، A اور X کے درمیان پرانے معاہدے کو نوٹس کے ذریعے یا باہمی رضامندی سے ختم کرنا ہوگا اور A اور Y کے درمیان معاہدے کے ذریعے ایک نیا سروس معاہدہ کیا جائے گا۔ یہ مشاہدہ بذات خود ظاہر کرتا ہے کہ سروس کا معاہدہ کسی قانونی ضابطے کے ذریعے منتقل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن موجودہ صورت میں، جیسا کہ ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں، "موجودہ فضائی کمپنیوں" اوران کے افسران اور ملازمین کے درمیان سروس کے معاہدے کی کوئی لازمی منتقلی کارپوریشن میں نہیں تھی، ان میں سے ہر ایک کو کارپوریشن میں شامل نہ ہونے کا اختیار دیا گیا تھا، اگر اس نے اس اثر کو نوٹس دیا۔ دفعہ 20(1) کا پرووِیسو کے ساتھ پڑھا جانا ایک بالکل معقول پرووِیژن ہے اور درحقیقت خود ملازمین کے مفاد میں ہے۔ لیکن، مسٹر چٹرجی کا استدلال ہے کہ دفعہ 20(1) صرف ان لوگوں پر لاگو ہوگا جو "موجودہ فضائی کمپنیوں" میں ملازم تھے۔ اس کا اطلاق ان لوگوں پر نہیں ہوگا جو شاید کسی دوسری کمپنی سے قرض لینے پر "موجودہ فضائی کمپنیوں" کے لیے کام کر رہے ہوں۔ دوسرے لفظوں میں، دلیل یہ ہے کہ اپیل کنندگان ASI کی نہیں بلکہ سندھیوں کی ملازمت میں تھے اور اس لیے ان پر سیکشن 20(1) لاگو نہیں ہوگا اور وہ اس پرووِیژن کی وجہ سے کارپوریشن کے ملازم نہیں بنیں گے جب وہ اس اختیار کو استعمال کرنے میں ناکام رہے جو ان کو فراہم کیا گیا تھا۔ ان کے مطابق، صرف اے ایس آئی کے وہ ملازمین جو اس کے ذریعے براہ راست بھرتی ہوئے تھے، سیکشن 20(1) کے تحت آئیں گے۔

ہمارا خیال ہے کہ یہ دلیل باطل ہے۔ یہ سچ ہے کہ اپیل کنندگان کو اصل میں اے ایس آئی نے بھرتی نہیں کیا تھا۔ ان کو سندھیوں نے بھرتی کیا تھا اور 1946 سے 1951 تک مختلف تاریخوں پر قرض پر اے ایس آئی کو منتقل کیا گیا تھا۔ لیکن سیکشن 20(1) کے مقاصد کے لیے ہمیں دو چیزیں دیکھنا ہوں گی: یعنی (i) آیا افسر یا ملازم۔ 1 جولائی 1952 کو موجودہ ایئر کمپنی کے ذریعہ ملازم، اور (ii) کیا وہ مقررہ دن (یعنی، 1 اگست 1953) پر بھی اس کی ملازمت میں تھا۔ اب اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اپیل کنندگان دراصل اے ایس آئی کے لیے یکم جولائی 1952 کو کام کر رہے تھے اور یکم اگست 1953 کو بھی اس کے لیے کام کر رہے تھے۔ قانون میں تھے اور سندھیوں کی ملازمت میں تھے کیونکہ ایک وقت میں انہیں سندھیوں نے اے ایس آئی کو قرض دیا تھا۔ آیئے ہم اپیل کنندگان کی صحیح پوزیشن کا جائزہ لیتے ہیں تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ آیا وہ ASI کی ملازمت میں تھے یا نہیں۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وہ اے ایس آئی کے لیے کام کر رہے تھے اور اس کی طرف سے تنخواہ دی جا رہی تھی۔ ان کے کام کے اوقات اور ان کے کام پر کنٹرول سب ASI کا تھا۔ اس سے فطری طور پر یہ نکلے گا کہ وہ اے ایس آئی کے ملازم تھے، حالانکہ وہ اس کے ذریعے براہ راست بھرتی نہیں ہوئے تھے۔ یہ

درست ہے کہ اے ایس آئی کے ساتھ ان کی ملازمت کی کچھ خاص خصوصیات تھیں۔ یہ خاص خصوصیات یہ تھیں کہ وہ ان شرائط وضوابط پر تھے جو سندھیوں کے ملازمین کو معاوضے، چھٹی، بونس وغیرہ کے معاملے میں حاصل تھے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انہیں اے ایس آئی کے ذریعے برطرف نہ کیا جاسکے۔ سندھیوں کو برطرف کرنے کی صورت میں کارروائی کرنی پڑسکتی تھی۔ مزید یہ ہوسکتا ہے کہ انہیں سندھیوں کے ذریعے واپس بلالیا جائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کے پاس سندھیوں کے پاس واپس جانے کا اختیار ہو۔ لیکن یہ ASI کے ساتھ ان کی ملازمت کی صرف تین خصوصی شرائط ہیں۔ ان خصوصی شرائط کے تابع، وہ تمام مقاصد کے لیے ASI کے ملازم ہوں گے اور اس طرح قانون کے مطابق 1 جولائی 1952 اور 1 اگست 1953 دونوں کو ASI کی ملازمت میں شامل ہوں گے۔ ان خصوصی شرائط کا وجود یہ اپیل کنندگان قانون میں انہیں اے ایس آئی کا کم ملازم نہیں بنائیں گے، جن کے لیے وہ کام کررہے تھے اور جو انھیں تنخواہیں دے رہے تھے، جو ان پر کنٹرول اور ہدایت کا اختیار رکھتے تھے۔ جو انہیں چھٹی دے گا، ان کے کام کے اوقات طے کرے گا وغیرہ۔ ہماری رائے میں اس میں کوئی شک نہیں کہ ان خصوصی شرائط کے تحت اپیل کنندگان قانون میں ASI کی ملازمت میں تھے۔ اس لیے وہ 1 جولائی 1952 سے پہلے ASI کی ملازمت میں ہوں گے اور 1 اگست 1953 سے پہلے بھی اس کی ملازمت میں ہوں گے۔ نیتجتاً، ان پر واضح طور پر سیکشن 20(1) کے تحت عمل کیا جائے گا۔ چونکہ انہوں نے دفعہ 20(1) کے ضابطے کے ذریعہ انہیں دیئے گئے اختیار کا استعمال نہیں کیا، وہ قانون کی شرائط کے مطابق 1 اگست 1953 سے کارپوریشن کے ملازم بن گئے۔

آخری نکتہ جس پر زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر دفعہ 20(1) لاگو ہوتا ہے تو بھی سندھیا اپیل کنندگان کو واپس لینے کے پابند ہیں۔ یہ کہنا کافی ہے کہ اس جھگڑے میں بھی کوئی طاقت نہیں ہے۔ جیسے ہی اپیل کنندگان قانون کے ذریعے کارپوریشن کے ملازمین بن گئے، جیسا کہ وہ یکم اگست 1953 کو بن گئے، اس کیس کے حالات میں، ان کے پاس سندھیوں کے خلاف مزید کوئی حق نہیں تھا اور وہ واپس لینے کا دعویٰ نہیں کرسکتے تھے۔ ان کی ملازمت اس بنیاد پر کہ وہ ایکٹ کے دفعہ 20(1) کے نفاذ کے باوجود ان کے ملازم تھے۔ اور نہ ہی وہ آرڈر آف ریفرنس میں متعین متبادل فوائد میں سے کسی کا دعویٰ کرسکتے ہیں، کیونکہ 1 اگست 1953 سے، وہ قانون کے مطابق صرف کارپوریشن کے ملازمین ہیں اور ان کا سندھیوں کے خلاف کوئی حق نہیں ہوسکتا۔ اس لیے ہماری رائے ہے کہ ٹریبونل کا فیصلہ درست ہے۔ اپیل ناکام ہوجاتی ہے اور اسے خارج کردیا جاتا ہے۔ اخراجات کا کوئی حکم نہیں ہوگا۔

اپیل خارج کردی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.04.02 15:40
I attest to the accuracy and
integrity of this document